باب: 11

عبداللہ ابن عمرؓ

(611 - 692 AD)

نام عبداللہ اور کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے صاحبزادے ہیں۔ بچپن میں ہی نورِ اسلام سے منور ہو گئے۔ آپ کو شروع ہی سے آنحضرتؐ کی صحبت میں رہنا نصیب ہوا۔ والد کی تربیت اور نبیؐ کی صحبت نے آپ کی شخصیت کو چار چاند لگا دیے۔ ابھی بچے ہی تھے کہ اپنی بہن حفصہؓ، جو بعد میں ازواج مطہرات میں سے ایک ہوئیں، کے ساتھ ہجرت کی سختیاں دیکھنے کو ملیں۔

عبداللہ ابن عمرؓ، جذبۂ جہاد سے سرشار ہونے کے باوجود اپنی کم عمری کے سبب، غزوۂ بدر اور جنگِ اُحد میں حصہ نہ لے سکے۔ جب آپ 15 سال کے ہو گئے تو آپ کو غزوۂ خندق میں شرکت کی اجازت ملی۔ اس میں آپ نے نہ صرف خندق کی کھدائی میں حصہ لیا بلکہ آپ ایک سپاہی کی طرح باقاعدہ لڑے جس سے آپ کے اسلام کے لیے کچھ کرنے کے جذبہ کو تسکین ملی۔

عبداللہ ابن عمرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل کا پوری توجہ سے مشاہدہ کرتے اور آپؐ کی ہر ایک بات پر غور کیا کرتے اور چاہتے کہ خود بھی بالکل اسی طرح سے کریں۔ مثلاً، عبداللہؓ نے دیکھا کہ آنحضورؐ نے اِس مقام پر نماز ادا کی تو بعد میں خود بھی اسی جگہ پر نماز پڑھتے۔ اگر عبداللہؓ دیکھتے کہ آپؐ نے اس موقع پر یہ دعا مانگی تو خود کو جب بھی ویسا موقع ملتا تو بالکل ویسے ہی اور ان ہی الفاظ میں دعا مانگا کرتے۔ جس کام کو رسول کریمؐ کھڑے ہو کر کرتے اسے خود بھی کھڑے ہو کر ہی کرتے اور کوئی کام آپؐ نے بیٹھ کر کیا تو خود بھی ویسا ہی بیٹھ کر ادا کرتے۔ آنحضرتؐ اپنے سفر کے دوران جس کسی مقام پر رکتے اور بعد میں اگر عبداللہؓ کا اس طرف سے گذر ہوتا تو رسول کریمؐ کی سنت میں آپ بھی وہاں پر ٹھیرنا پسند کرتے۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ آنحضرتؐ مکہ پہنچے تو آپؐ کے اونٹ نے رکنے سے پہلے اُس جگہ کے دو چکر لگائے پھر آنحضرتؐ نے اتر کر وہاں پہلے دو رکعت نماز ادا کی۔ اُس اونٹ کا چکر لگانا اگرچہ محض اتفاق تھا لیکن عبداللہؓ کا بعد میں جب بھی اس مقام پر آنا ہوا تو آپ نے بھی اپنے اونٹ کو ویسے ہی دو چکر لگوائے اور پھر اتر کر اسی طرح دو رکعت نماز ادا کی۔ اُم المؤمنین حضرتہ عائشہؓ نے فرمایا"۔۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر عمل کرنے والا عبداللہ ابن عمرؓ جیسا کوئی نہیں۔۔"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر عبداللہ ابن عمرؓ کے اسی بہ غور مشاہدہ کی عادت نے آپ کو ایک معتبر محدث کا درجہ دیا۔ اس قدر نزدیکی ریسرچ کے باوجود، عبداللہؓ جب بھی کوئی حدیث کی روایت کرتے تو نہایت احتیاط سے کام لیتے، بلکہ ڈرتے رہتے کہ کہیں ان سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ چنانچہ صرف اُسی حدیث کو بیان کرتے جس کا حرف حرف آپ کو پوری طرح سے یاد ہو۔

اسی طرح سے، فتویٰ دینے کے معاملہ میں بھی آپ بہت ہی محتاط ہوتے۔ ایک بار ایک شخص نے اپنے کسی مسئلہ پر عبداللہ ابن عمرؓ سے رجوع کیا۔ اس وقت آپ کو اس بات کا پورا یقین نہ ہوا کہ آپ کا دیا ہوا فیصلہ درست ہوگا لہٰذا آپ نے اس سے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ میں اس بارے میں نہیں جانتا۔ اُس کے جانے کے بعد آپ نے خود سے کہا "عمرؓ کے بیٹے سے سوال کیا گیا لیکن اس نے کہا میں نہیں جانتا"۔ اسی محتاط طبیعت کے نتیجے میں آپ نے قاضی کا عہدہ قبول کرنے سے ہمیشہ انکار کیا۔ جب کہ آپ کو معلوم تھا کہ قاضی کے عہدہ کی کیا اہمیت ہے اور آپ قابلیت کے اعتبار سے کسی طور کم بھی نہ تھے۔

عبداللہ ابن عمرؓ، دولت کو صرف ضرورت پوری کرنے کا ذریعہ سمجھتے تھے نہ کہ اسے آرام و آسائش حاصل کرنے کا ایک لازمہ خیال کرتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے دولت کو ہمیشہ اپنا خادم سمجھا نہ کہ ماسٹر۔ چنانچہ آپ نے اپنی ساری زندگی انتہائی سادگی میں گذاری۔ ایسا نہیں تھا کہ آپ کے پاس کبھی وافر پیسہ آیا ہی نہیں۔ آپ کا شمار دیانتدار اور کامیاب تاجروں میں ہوتا تھا۔ غزوات سے حاصل کردہ مالِ غنیمت میں سے بھی آپ کو ایک معقول حصہ ملتا تھا۔ لیکن آپ اپنا مال اور اپنی بیشتر دولت، یتیموں، غریبوں اور ضرورتمندوں پر خرچ کر دیتے۔ آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار آپ کو ایک عمدہ سا کپڑا (غالباً ثوب) تحفے میں دیا گیا۔ آپ نے کہا یہ تو سلک ہے۔ آپ کو بتایا گیا، نہیں یہ ایک اچھا کاٹن ہے۔ آپ نے جواب دیا"۔۔ یہ اتنا نفیس لگتا ہے کہ ممکن ہے اسے پہن کر مجھ میں غرور پیدا ہو جائے لہٰذا میں اسے استعمال نہیں کرونگا۔ اللہ تعالیٰ غرور کو ناپسند کرتا ہے۔۔"۔

ابوموسیٰ اشعریؓ کا کہنا تھا کہ "۔۔۔ عبداللہ ابن عمرؓ نہ صرف ایک عظیم باپ کے بیٹے تھے بلکہ خود بھی ایک بہت بڑے آدمی تھے۔ وہ بڑے عالم تھے، وہ بڑا سخی دل رکھتے تھے، وہ بڑے منکسر المزاج تھے۔ وہ بڑے عابد و زاہد تھے اور وہ بڑے ہی سچے انسان تھے۔۔۔"۔